AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 3, Issue 2, December 2019, PP: 115-126
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

کتب تصوف میں مروی احادیث کا روایۃ بالمعنیٰ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Hadiths Recorded in the Sufi Manuals in the Light of Riwayt bil-Mana

Muhammad Muawia, Prof. Ghulam Shams ur Rehman
Lecturer, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan
Chairman Department of Islamic Studies & Arabic GCU Faisalabad

ARTICLE INFO

Article History:
Received 22Nov. 2019
Revised 25 Dec. 2019
Accepted 30 Dec. 2019
Online 30 Dec. 2019

DOI:

***Keywords**:*
Narrators,
Qut al-Qulōb,
Al Ghazālī,
Ṭālib al Makkī,
Ṣufi Mannuals.

ABSTRACT

It is often argued that most of the Ṣufis don't record the ḥadīth accurately without properly documenting the text (matan) and the chain of narrators (sanad) of a ḥadīth. Therefore, most of the Prophetic traditions recorded in the ṣufi literature are not correct or fabricated. We have find that many leading hadith experts such as al-Subkī (d. 771 AH) and al-Irāqī (d. 806 AH) criticized the aḥadīth of al-Ghazālī (d.505 AH)'s Ihya Uloom al-Din and identified those which were baseless. This paper aims to conduct a critical study of this argument by analyzing some hadiths alleged to be incorrect and recorded in three important ṣufi manuals: Qut al-Qulūb by Abu Ṭālib al-Makkī (d. 386 AH), Iḥya' 'Ulōm al-Din by al-Ghazālī and Mathnawi by Rūmī (d. 672 AH). This study argues that although these aḥadīth are not correct according to the principles of hadith criticism but there are many similar authentic aḥadīth recorded in reliable ḥadīth sources. Therefore, a careful examination of the hadiths recorded in the ṣufi manuals in the light of riwayat bil-m'ana improves their status because their text and chain are incorrect but their themes are accurate and present in the authentic aḥadīths.

CC BY

تمہید:

اس مقالہ میں صوفیاء کی کتب میں منقول احادیث کا روایت بالمعنی کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔ تجزیاتی مطالعہ کے لیے صوفیانہ ادب کی تین تصانیف قوت القلوب، احیاء علوم الدین اور مثنوی میں سے ایسی کچھ احادیث بطور استشھاد نقل کی گئی ہیں جن پر محدثین نے نقد کیا اور ان من گھڑت قرار دیا۔ کتب تصوف میں ایسی منقول احادیث از روئے سند خاص طور پر اور از روئے متن عمومی طور پر تنقید کی زد میں آتی ہیں۔ اس بحث سے قبل ان وجوہات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی بنا پر ان کتب پر تنقید کی جاتی ہے اور پھر یہ تصور پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ روایات جو مستند کتب احادیث میں نہیں ملتیں اگر ان روایات کا مطالعہ روایت بالمعنی کی روشنی میں کیا جائے تو کتب صوفیاء کی احادیث پر نقد میں کمی واقع ہو سکتی ہے اور وہ تمام روایات قبولیت کے درجہ تک رسائی حاصل کر سکتی ہیں اور قابل عمل بن سکتی ہیں کیونکہ ان کا مفہوم صحیح احادیث میں واضح طور پر ملتا ہے۔

کتب صوفیاء سے مراد اہلِ تصوف کی تصانیف، ملفوظات، مواعظ اور مکتوبات ہیں جن میں مسائل تصوف بیان کیے جاتے ہیں اور صوفیاء کے نظریات، مسلک اور متعلقہ امور پر بحث کی جاتی ہے۔ ان تصانیف میں اپنے مؤقف کی تائید میں قرآن و سنت سے استدلال کیا جاتا ہے اور نصوص کو اساس بنایا جاتا ہے۔ صوفیاء نے خاص کر زھد، رقاق، تزکیہ باطن، اصلاح نفس، صفائے قلب، تعمیر انسانیت، اوراد و اذکار اور ترغیب و ترہیب ایسے موضوعات پر بحث کی ہے۔ صوفیانہ آدب کی اساسی تصانیف اور امہات کتب کا مطالعہ کریں تو وہ قرآن و سنت اور دیگر نصوص جیسے اقوال و آثارِ صحابہ اور اقوال صلحاء سے مزین نظر آتے ہیں، جیسا کہ شیخ حارث محاسبیؒ (م:۲۴۳ھ) کی "الرعایہ فی الاخلاق و الزھد" ابو نصر سراجؒ (م:۳۷۵ھ) کی "کتاب اللمع" علامہ ابو طالب مکیؒ (م:۳۸۶ھ) کی "قوت القلوب" ابو نعیم اصبہانیؒ (م:۴۳۰ھ) کی "حلیۃ الاولیاء" امام قشیری (م:۴۶۵ھ) کی "رسالۃ قشیریہ" امام غزالیؒ (م:۵۰۵ھ) کی "احیاء علوم الدین" شیخ عبد القادر جیلانیؒ (۶۲۰ھ) کی "غنیۃ الطالبین" شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (م:۶۳۲ھ) کی "عوارف المعارف" اور ابن عربیؒ (۶۳۸ھ) کی "فتوحاتِ مکیہ" یہ تمام وہ تصانیف ہیں جو صوفیانہ آدب میں مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کی تمام مباحث قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے مزین ہیں، البتہ ان کا عام اسلوب یہ ہے کہ قرآنی آیات و احادیث مبارکہ کا ذکر اصلاً کم ہے ضمناً ذکر اکثر اور زیادہ ہے اس کے باوجود بھی ان تصانیف میں احادیث کی تعداد سینکڑوں میں ہے، مثلاً امام غزالیؒ کی "احیاء علوم الدین" میں ساڑھے چار ہزار احادیث ہیں۔[1]

جو کہ "سنن ابو داؤد" اور "سنن ابن ماجہ" کی احادیث کی تعداد کے قریب جا پہنچتی ہے۔ لیکن کتب صوفیاء میں جو "قال رسول اللہ ﷺ" کہہ کر یا "حدیث میں ہے" جیسے الفاظ کے ساتھ جو روایات نقل کی جاتی ہیں ان کی سنداوہ حیثیت نہیں ہوتی جو صحاح ستہ یا معروف مسانید و معاجم کی روایات کی ہے بلکہ کتب صوفیاء کی اکثر تصانیف میں احادیث بدوں سند مذکور ہوتی ہیں، صحابی کے نام سے یا بعض اوقات صحابی کا نام بھی نہیں بلکہ براہِ راست رسول اللہ ﷺ کا قول نقل کر دیا جاتا ہے، تو جب سند نہیں، صحابی کا ذکر نہیں اور کسی مستند مصدر کا حوالہ بھی نہیں تو ان منقول احادیث پر سوالیہ نشان ہوتا ہے کہ صحت و ضعف کے اعتبار سے اور قبولیت و عدم قبولیت کے اعتبار سے ان احادیث کا درجہ و حکم کیا ہو گا؟

اس پر مزید یہ کہ اگر وہ متن مستند متون میں سے کسی میں نہ ہو اور اس کا شاہد و مؤید بھی نہ ہو تو پھر اس حدیث کا درجہ و حکم کیا ہو گا؟

یہی وجہ ہے کہ کتب صوفیاء میں منقول احادیث پر نقد ہوتا آرہا ہے، ان احادیث کو رد کر دیا جاتا ہے اور ان تمام احادیث پر جن کے

شاہد و مؤیدات مستند متون میں سے نہیں ملتے موضوع اور باطل حدیث کا حکم لگا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ(م:۷۷۴ھ) ابو طالب مکیؒ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ وہ نیک آدمی تھے۔ انھوں نے اپنی تصنیف "قوت القلوب" میں احادیث موضوعہ ذکر کی ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ انہیں بدعتی کہتے تھے اور انہیں چھوڑ کھا تھا۔[۲] اسی طرح علامہ ابن قدامہ مقدسی (م:۶۸۹ھ) احیاء علوم الدین کیا احادیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ جان لو!" احیاء" میں ایسی خرابیاں ہیں جنہیں صرف علماء جان سکتے ہیں، ان خرابیوں میں سے سب سے کم اس میں وارد احادیثِ باطلہ، موضوعہ اور ایسی موقوفہ ہیں جنہیں مرفوعا بیان کر دیا گیا ہے۔[۳] مزید برآں امام ذہبیؒ(م:۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ "احیاء علوم الدین" میں بہت ساری باطل احادیث ہیں"[۴]

ذکر کردہ اقوال اور اس جیسا تمام ذہن کا سبب یہ ہے کہ محدثین حضرات کا حدیث نبوی ﷺ کے درجہ و حکم کے حوالہ سے خاص نظریہ ہے وہ سندِ حدیث کی بنیاد پر روایت کو پرکھتے ہیں متنِ حدیث کو بھی خاص صورتوں اور شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ اور قبولیت و عدمِ قبولیت روایت میں متشدد واقع ہوئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ کتب حدیث کے علاوہ تفسیر، فقہ، تاریخ اور تصوف کی تصانیف میں موجودہ احادیث پر محدثین کی جانب سے کڑی تنقید رہی ہے اور کثیر تعداد میں احادیث کو رد کرنے کا ضعیف و موضوع ہونے کا حکم لگاتے نظر آئے ہیں۔[۵]

تفسیر، فقہ اور تاریخ کی کتب میں مسائل اور مباحث مکلف کے متعلق احکام، افعال، فرائض وواجبات کے حوالہ سے ہوتے ہیں وہاں اگر ایسی احادیث ہیں جو استنادی حیثیت سے قوی نہیں ہیں یا ثابت نہیں ہیں تو معاملہ حساس نوعیت کا اختیار کر جاتا ہے جبکہ تصوف کا میدان اس طرح کا نہیں ہے یہ تو فضائل، اخلاق و تربیت، تزکیہ نفس اور معرفتِ الٰہی وغیرہ کے متعلق بحث کرتا ہے اور ان ابواب میں ضعیف حدیث بھی قبول کی جاتی ہے اور روایت کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور اگر صورت یہ ہو کہ کتب تصوف میں وارد احادیث معناً و مفہوماً ثابت ہوں اور ان کا معنی الفاظ کے فرق کے ساتھ مستند متون میں موجود ہو یعنی مصنف نے وہ روایت "روایۃ بالمعنی"[۶] کے طور پر نقل کی ہو تو کتبِ صوفیاء میں وارد احادیث نہ صرف تنقید کے زمرہ سے نکل جائیں گی بلکہ قبول کی جائیں گی، روایت کی جائیں گی بلکہ اس پر فضائل کے باب میں عمل بھی کیا جائے گا۔

کتب صوفیاء میں منقول احادیث کا روایۃ بالمعنیٰ کی روشنی میں مطالعہ

کتب صوفیاء میں سے وہ کتب جن کی احادیث کی تحقیق و تخریج کی گئی ہے ان میں بالاستیعاب تو امام غزالیؒ کی "احیاء علوم الدین" ہے لیکن کچھ خاص تناظر میں کسی کسی تصنیف کی کچھ احادیث پر تحقیق و تخریج کا عمل وجود میں آیا ہے جیسے علامہ رومیؒ(م:۶۷۲ھ) کی مثنوی اور علامہ سخاویؒ(م:۹۰۲ھ) "مقاصد حسنہ" کی بعض احادیث کی تحقیق و تخریج مولانا اشرف علی تھانوی نے کی اور ان احادیث کا روایۃ بالمعنی بھی بیان کیا ہے۔ اسی طرح ابو طالب مکیؒ کی "قوت القلوب" کی کچھ احادیث کی تحقیق و تخریج حافظ عراقیؒ(م:۸۰۶ھ) کی جانب سے "احیاء" کی احادیث کے ضمن میں کی گئی ہے۔

اس موضوع پر بحث کے لیے صوفیانہ آدب کی تین بنیادی تصنیفات کا مطالعہ کیا گیا یعنی: علامہ ابو طالب مکیؒ(م:۳۸۶ھ) کی "قوت القلوب" امام غزالیؒ(م:۵۰۵ھ) کی "احیاء علوم الدین" اور علامہ رومی کی "مثنوی"۔ ان تصنیفات میں سے کچھ احادیث بطور استشہاد پیش کی جائیں گی جن سے معلوم ہو گا کہ کتب صوفیاء میں احادیث جن الفاظ میں مذکور ہوتی ہیں وہ الفاظ تو اگرچہ مستند متون، مسانید اور معاجم میں نہیں

ملتے لیکن ان کے قریب قریب الفاظ میں وہ روایات موجود ہوتی ہیں یا وہ معنی موجود ہوتا ہے جو معنی کتب صوفیاء کی احادیث کے ضمن میں بیان ہو رہا ہوتا ہے، یا وہ اسلام کے عمومی روح و مزاج کے موافق ہے۔

قوت القلوب کی احادیث سے استشہاد:

(۱) ابو طالب مکیؒ نے بیان کیا: في خبر: إن العبد لينشر له من الثناء ما بين المشرق والمغرب وما يزن عند الله جناح بعوضة۔[۷] (نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ کسی بندے کی تعریف اتنی عام ہو جاتی ہے کہ مشرق و مغرب کو بھر دیتی ہے، جبکہ اللہ تعالی کے نزدیک اس کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہی ہوتی)

روایت کے متعلق حافظ عراقی کا قول ہے کہ "مجھے اس کی سند نہیں ملی"[۸] یعنی ان کے نزدیک یہ روایت سنداً ثابت نہیں۔ بعد از تحقیق یہ روایت ان الفاظ میں مستند متون میں کہیں نہیں ملی البتہ صحیح بخاری کی روایت میں اس کا مضمون ملتا ہے، صحیح بخاری کی روایت ان الفاظ میں ہے:

"عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: إنه ليأتي الرجل العظيم السمين يوم القيامة لا يزن عند الله جناح بعوضة، وقال اقرؤوا إن شئتم { فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا}"[۹]

اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بہت موٹا آدمی لایا جائے گا لیکن اللہ تعالی کے ہاں اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے مراد یہاں آدمی کا حقیقی وزن نہیں بلکہ اعمال کا وزن مراد ہے کیونکہ اس کی دلیل قران کریم کی وہ آیت جو آپ ﷺ نے اگلے جملے میں تلاوت کی، اور قران کریم کی یہ آیت اعمال کے ضائع ہونے کے متعلق ہے۔

اسی طرح "قوت القلوب" کی اور روایت ہے:

(۲) "روينا عن عمر وغيره: كم من عالم فاجر وعابد وجاهل، فاتقوا الفاجر من العلماء والجاهل من المتعبدين"[۱۰]

روایت کا مفہوم ہے کہ کتنے ہی عالم ہیں جو فاجر ہیں اور عبادت گزار جاہل ہیں پس فاجر علماء سے اور جاہل عابدوں سے بچو۔

ابو طالب مکی کی روایت کردہ یہ روایت ان الفاظ میں متون میں مذکور نہیں لیکن الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ "کنز العمال" میں موجود ہے، وہ روایت ان الفاظ میں ہے:

" قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ورب عالم فاجر فاحذروا الجهال من العباد والفجار من العلماء عابد جاهل "[۱۱]

اس روایت میں "رُب عالم فاجر" کے الفاظ ہیں جبکہ قوت القلوب کی روایت میں "کم من عالم" کے الفاظ ہیں۔ معنی و مفہوم دونوں روایات کا ایک ہی ہے کہ فاجر عالم اور جاہل عابد بھی ہوتے ہیں لہذا ایسے عالموں اور ایسے جاہوں سے دور رہو۔

(۳) عن أنس قال قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: العلماء أمناء الرسل على عباد الله تعالى ما لم يخالطوا السلاطين فإذا فعلوا ذلك فقد خانوا الرسل فاحذروهم واعتزلوهم "[۱۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علماء بندوں پر رسولوں کے امین ہیں جب تک وہ حکمرانوں کے

ساتھ میل جول نہ رکھیں، لیکن جب وہ ایسا کریں تو تب انہوں نے رسولوں سے خیانت کی پس تم ایسے علماء سے بچو اور ان سے الگ ہو جاؤ۔
حدیثِ انس رضی اللہ عنہ ہے جسے امام ابو طالب مکیؒ نے اپنی تصنیف "قوت القلوب" میں نقل کیا ہے۔ اور علامہ ابن جوزیؒ(م:۵۹۷ھ) اس روایت کو اپنی تصنیف "الموضوعات" میں ذکر کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ہاں یہ روایت موضوعات میں سے ہے۔
جبکہ یہ روایت دیلمی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس و حضرت حذیفہ سے انہی الفاظ میں روایت کی ہے، روایت ملاحظہ ہو:
"الْعلمَاء أُمَنَاء الرُّسُل على عباد الله عز وَجل مَا لم يخالطوا السُّلْطَان ويداخلوا الدُّنْيَا فَإِذا خالطوا السُّلْطَان وداخلوا الدُّنْيَا فقد خانوا الرُّسُل فاحذروهم واخشوهم "[١٣]
اور ابن جوزی کی الموضوعات میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو وہی سند ہے جو ابو حفص سے ہے اور ایک اس کی تابع سند بھی موجود ہے جسے محمد بن معاویہ روایت کرتے ہیں محمد بن یزید سے اور وہ اسماعیل سے۔۔۔ ابن جوزی کے نزدیک پہلی سند عمر بن حفص العبدي کی وجہ سے موضوع ہے اور دوسری سند میں محمّد بن معاویۃ ہیں جن کے متعلق امام احمد نے "کذاب" کا حکم لگایا ہے تو اس وجہ سے یہ دوسری سند بھی ابن جوزی کے نزدیک موضوع ہوئی۔ امام سیوطیؒ(م:۹۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ یہ روایت موضوع نہیں ہے کیونکہ دیلمی نے محمّد بن النضر کی سند سے روایت کی ہے جس میں ابن حفص العبدی کی جگہ نوح بن أبي مريم اسماعیل سے روایت کر رہے ہیں اور یہ سند بالکل صحیح و قوی ہے بلکہ پہلی دو سندوں کو بھی تقویت دے رہی ہے، یہ وہی صورت بھی ہے جس میں بہت سی ضعیف سندوں کے اجتماع سے وہ سند حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے، جیسا کہ علامہ سیوطی نے اس روایت کے ذکر کے بعد فرمایا:
قوله موضوع ممنوع، وله شواهد فوق الأربعين فنحكم له عن مقتضى صناعة الحديث بالحسن.[١٤] کہ اس روایت کو موضوع کہنا ممنوع ہے، اس کے چالیس سے زائد شواہد موجود ہیں تو ہم حدیث کے درجۂ حسن کو پہنچنے کی وجہ سے اس پر حکم لگائیں گے۔
مندرجہ بالا قوت القلوب کی تینوں روایات میں دیکھا جا سکتا ہے کہ حدیث کی تخریج کرنے والے محدثین نے ان پر بے اصل یا موضوع کا حکم لگا دیا لیکن یہ روایات الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ ثابت ہیں اور معنی بھی ثابت ہو رہا ہے۔

احیاء علوم الدین کی احادیث سے استشہاد:

(۴) "احیاء علوم الدین" سے روایت نقل کی جاتی ہے جسے امام غزالیؒ ان الفاظ میں لے کر آئے:

(۵) "قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيما رواه جابر: "من لذذ أخاه بما يشتهي كتب الله له ألف ألف حسنةٍ ومحى عنه ألف ألف سيئة ورفع له ألف ألف درجةٍ وأطعمه الله من ثلاث جناتٍ جنة الفردوس وجنة عدنٍ وجنة الخلد"

(حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کی خواہش کے مطابق اسے لذت پہنچائی اللہ تعالی اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ایک لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے ایک لاکھ درجات بلند کر دیتا ہے اور اسے تین جنتیں عطا کرتا ہے جنتِ فردوس، جنتِ عدن اور جنتِ خلد)

اس روایت کو ابن جوزیؒ نے "الموضوعات" میں ذکر کیا اور امام احمد بن حنبلؒ(م:۲۴۱ھ) کا قول نقل کیا وہ فرماتے ہیں: "هذا باطل كذب"[١٥]

یہ روایت الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ امام طبرانیؒ (م:ھ) نے باسند "المعجم الکبیر" میں نقل کی ہے، روایت کے الفاظ ہیں:

""عن معاذ بن جبل: عن النبي صلى الله عليه و سلم قال:من أطعم مؤمنا حتى يشبعه من سغب أدخله الله بابا من أبواب الجنة لا يدخله الا من كان مثله"[١٦]

امام بیہقی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ أَطْعَمَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ شَهْوَتَهُ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ"[١٧]

کتبِ حدیث میں روایت کے یہ الفاظ تو نہیں ملے البتہ یہ مفہوم واضح طور پر ملتا ہے۔ چنانچہ امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو وہ کھانا کھلایا جو وہ پسند کرتا تھا تو اس پر اللہ تعالی جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔ اور اسی کے قریب المعنی روایت امام طبرانی نے نقل کی کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو کھانا کھلایا یہاں تک وہ سیر ہو گیا تو اللہ تعالی اسے جنت کے ایسے دروازے سے جنت میں داخل کرے گا کہ اس دروازے سے اس جیسے کے علاوہ اور کوئی اس سے جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ اس روایت کا معنی و مفہوم بیہقی اور طبرانی کی روایتوں سے ثابت ہو رہا ہے، وہ اس طرح کہ زیرِ بحث روایت عمومی مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی اس کے گناہ مٹا دے گا اس کے درجات بلند کر دے گا اور تین جنتیں ملیں گی، جبکہ بیہقی کی روایت کا مفہوم ہے اس کے گناہ مٹ جائیں گے (تب ہی تو آگ حرام ہو گی) اور طبرانی کی روایت میں جنت میں دخول کا اس انداز سے ذکر ہے جو اس کے عالی شان اور عالی مقام کی طرف اشارہ ہے۔

(۶) حديث "روى جابر رضي الله عنه أنه صلى الله عليه و سلم قال كان إبليس أول من ناح وأول من تغنى"

امام غزالیؒ نے یہ حدیث نقل کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابلیس پہلا شخص ہے جس نے نوحہ کیا اور پہلا ہے جس نے گانا گایا۔ اس حدیث کے متعلق حافظ عراقیؒ کا کہنا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے، حافظ عراقی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"لم أجد له أصلا من حديث جابر وذكره صاحب الفردوس من حديث علي بن أبي طالب ولم يخرجه ولده في مسنده".[١٨]

اس روایت کو ابن الحاجؒ نے "المدخل" میں انہیں الفاظ میں نقل کیا ہے، ان کے الفاظ ہیں:

وروى جابر بن عبد الله – رضي الله عنه – قال قال النبي – صلى الله عليه وسلم –: «كان إبليس أول من ناح، وأول من غنى»[١٩]

احیاء کی روایت میں مذکور مضمون کہ ابلیس پہلا وہ شخص ہے جس نے نوحہ اور گانے کی ابتداء کی، امام غزالی کے علاوہ یہ روایت دیلمی نے اپنی تصنیف "الفردوس" میں اور ابن الحاج نے اپنی تصنیف "المدخل" میں نقل کی ہے۔

اور علامہ زبیدی رقمطراز ہیں کہ ابن حجر کی رائے میں بھی اس کی اصل نہیں ہے اور "کشف القناع" میں قرطبی نے بھی اسے ذکر نہیں کیا البتہ

یہ کہا ہے کہ اگر یہ روایت صحیح نہیں بھی ہے لیکن پھر بھی یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس جیسے قبیح فعل ابلیس کی طرف سے ہی ہو سکتے ہیں، علامہ زبیدی کے الفاظ ہیں:"

" قلت وكذا ذكر تلميذه الحافظ ابن حجر في تخريج أحاديث الأذكار عند قوله وذكر أبو شجاع الديلمي في كتاب الفردوس عن علي رفعه أن أول من تغنى وزمر وحدا ابليس ما لفظه ولم أقف له على أصل ولا ذكر القرطبي مثل ذلك في كشف القناع وقال فإن صح الحديث وإلا فالمعنى غير بعيد إذ لا يناسب أن يظهر هذا الفعل الخسيس إلا من ابليس اه".[۲۰]

علامہ زبیدیؒ کی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ احیاء میں مذکور روایت انہی الفاظ میں بھی دیگر کتب میں موجود ہے اور معنی بھی روایت کا صحیح ہے جیسا کہ قرطبی کا قول ہے۔

(۷) " قال صلى الله عليه و سلم: عليكم بدين العجائز"

احیاء کی اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: تم بوڑھی عورتوں کی طرح دین اختیار کرو۔

اس روایت کی تخریج کرتے ہوئے حافظ عراقیؒ لکھتے ہیں کہ ابن طاہرؒ کا بھی قول ہے کہ یہ الفاظ تو مشہور ہیں لیکن میں ان الفاظ کی اصل پر واقفیت حاصل نہیں کر سکا، یعنی مجھے اس روایت کی اصل نہیں مل سکی۔ حافظ عراقیؒ کی عبارت ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

"قال ابن طاهر في كتاب التذكرة هذا اللفظ تداوله العامة ولم أقف له على أصل يرجع إليه من رواية صحيحة ولا سقيمة ".[۲۱]

بعد از تتبع و تحقیق یہ روایت معناً و مفہوماً صحیح معلوم ہوتی ہے، الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ ایسی روایت ملتی ہے جس میں ایسے لوگوں کے دین کی طرح کا دین اختیار کرنے کا کہا گیا ہے جن کا دین پختہ ہو گیا ہو اور ان کے دین میں تزلزل نہ ہو اور شک و شبہ سے خالی ہو۔ چنانچہ "المقاصد الحسنہ" میں امام سخاویؒ (م: ھ) نے اپنی سند کے ساتھ روایت نقل کی جس میں "اعراب" یعنی دیہاتی لوگوں اور بدووں کے دین کو بہتر اور خیر والا دین قرار دیا گیا ہے، وہ الفاظ ملاحظہ ہوں:

"وأسند ابن وضاح في كتاب البدع عن عمار بن ياسر قال: يأتي على الناس زمان خير دينهم دين الأعراب، قيل: ولما ذاك، قال: تحدث أهواء وبدع ".[۲۲]

اسی طرح ایک اور روایت جسے امام رزینؒ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے اس میں ہے کہ:" كونواعلى دين الأعراب" یعنی دیہاتی لوگوں کے دین پر ہو جاؤ روایت کے مکمل الفاظ ہیں:

"عند رزين في جامعه مما أضافه لعمر بن عبد العزيز، وابن تيمية لعمر بن الخطاب رضي الله عنه، أنه قال: تركتم على الواضحة، ليلها كنهارها، كونوا على دين الأعراب والغلمان والكتاب، قال ابن الأثير في جامع الأصول: أراد بقوله: دين الأعراب والغلمان الوقوف عند قبول ظاهر الشريعة،

واتباعها من غير تفتيش عن الشبه، وتنفير عن قول أهل الزيغ والأهواء، ومثله قوله عليكم بدين العجائز انتهى"[۲۳]

خلاصہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ تم بوڑھی عورتوں کی طرح دین اختیار کرو، اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت اپنے عقیدے میں اور اپنی ذہنیت میں پختہ ہوتی ہے، کیوں کہ ساری عمر انہوں نے اپنے اس عقیدے پر گزاری ہوتی ہے بوڑھاپے میں وہ وہ راسخ العقیدہ (وہ عقیدہ جو بھی ہو) ہو چکے ہوتے ہیں اب وہ اس سے پھِر نہیں سکتے، چھوڑ نہیں سکتے، شک کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی پس رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ایسا دین اختیار کرو جس مین پختگی ہو، یقین ہو اور شک کی کوئی گنجائش نہ ہو۔

احیاء کی روایت اگرچہ ان الفاظ میں ہمیں واضح طور پر نہیں مل سکی لیکن یہ مفہوم کہ ایسے لوگوں کی طرح دین اختیار کرو جو دیہات کے رہنے والے ہوتے ہیں یا بچوں کی طرح کا دین۔ وہ روایات جن میں یہ مضمون بیان ہوا ان کا بنظر غائر جائزہ لیں تو مقصود یہ ہے کہ ایسا لوگوں کا دین اختیار کرو جن کے دین میں شک نہیں ہوتا اور خواہشات و بدعات سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور دیہات کے رہنے والے سادہ لوگ بناوٹ سے عاری اور یقینِ کامل والے ہوتے ہیں جبکہ بچے (غلمان) خواہشات و بدعات سے محفوظ ہوتے ہیں۔[۲۴]

مثنوی رومی کی احادیث سے استشہاد:

(۸) حديث: "لولاك لما خلقت الأفلاك"

علامہ رومیؒ (م: ۶۷۲ھ) نے اپنی مثنوی میں یہ حدیث مبارکہ نقل کی جس کا مفہوم ہے کہ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آئے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ کرتا۔ اس روایت کو امام صغانیؒ (م: ۶۵۰ھ) نے اپنی تالیف "الموضوعات" میں نقل کیا ہے اور اسے احادیث موضوعہ میں سے گردانا ہے[۲۵]۔ لیکن اس کا مضمون امام دیلمی کی حدیث سے ثابت ہے جسے انہوں نے "المسند الفردوس" میں نقل کیا ہے، جس میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنی فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی اے محمد اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا"۔[۲۶] اسی طرح "مواہب" میں ابن طغریک کی طرف نسبت کر کے ان الفاظ میں یہ روایت وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا: "اگر وہ (یعنی محمد ﷺ) نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو پیدا کرتا"[۲۷] اس مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ مفہوم کہ اگر حضرت محمد ﷺ نہ ہوتے تو یہ کائنات تخلیق نہ ہوتی، آپ ﷺ وجہ تخلیقِ کائنات ہیں، یہاں تین روایتیں ذکر کیں اگرچہ ان میں الفاظ فرق ہے لیکن مفہوم ثابت ہو رہا ہے۔

(۹) حدیث: "تین شخصوں پر (خاص طور پر) رحم کرو ایک وہ شخص جو کسی قوم میں پہلے معزز ہو اور اب ذلیل ہو گیا ہو۔ ایک وہ شخص جو پہلے غنی تھا اور اب محتاج ہو گی ہو اور تیسرا وہ جو عالم ہو اور جاہلوں میں پھنس گیا ہو"

ابن جوزیؒ نے اس روایت کو "الموضوعات" میں ذکر کیا ہے یعنی یہ روایت ان کے ہاں ان الفاظ میں ثابت نہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ یہ فضیل بن عیاض کے کلام سے معروف ہے۔ اور ان جوزیؒ نے امام حاکم کی نسبت سے اس کی سند بیان کی کہ انھوں نے اسماعیل بن محمد بن الفضیل سے سنا

ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے دادا سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں سعید بن منصور سے سنا وہ کہتے کہ فضیل بن عیاض نے کہا کہ کسی قوم کے اس معزز پر رحم کرو جو ذلیل ہو گیا ہو اور اس غنی پر جو محتاج ہو گیا ہو اور اس عالم پر جو جاہلوں میں پھنس گیا ہو۔[۲۸]

ابن جوزیؒ نے اس روایت کی مختلف سندیں ذکر کی لیکن تمام سندین ان کے ہاں قبول نہیں کیونکہ سندوں میں ایسے راوی ہیں جن پر کذب کا حکم ہے یا کچھ راوی مجہول ہیں۔ اس وجہ سے ابن جوزیؒ کے ہاں یہ روایت موضوع ہے، ان کی بیان کردہ روایت کے الفاظ ہیں:

"حديث ابن عباس فأنبأنا مُحَّد بن عبد الباقي البزاز قال أنبأنا أبو مُحَّد الجوهري عن الدارقطني عن أبي حاتم بن حبان قال حدثنا عمر بن سنان قال حدثنا أحمد بن الفضل الصائغ قال حدثنا نوح بن الهيثم قال حدثنا وهب بن وهب عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ " ارحموا ثلاثة : عزيز قوم ذل ، وغنى قوم افتقر ، وعالما تتلاعب به الصبيان "[۲۹]

مولانا تھانوی لکھتے ہیں کہ: یہ مضمون مرفوعا بھی ان لفظوں سے وارد ہوا ہے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگوں کو ان کے درجوں پر رکھو، حدیث کے الفاظ ہیں: ان تین شخصیتوں پر رحم کرنا ان کو ان کے درجوں پر رکھنا۔[۳۰] مولانا تھانوی نے جس روایت کی طرف اشارہ کیا وہ روایت سنن ابو داوٗد کی ہے، اس روایت کے الفاظ ہیں:

"عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ أَنَّ عَائِشَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ مَرَّ بِهَا سَائِلٌ فَأَعْطَتْهُ كِسْرَةً وَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ فَأَقْعَدَتْهُ فَأَكَلَ فَقِيلَ لَهَا فِي ذَلِكَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -ﷺ: أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ "[۳۱]

(۱۰) حدیث: جب عشاء کا وقت اور شب کا کھانا دونوں جمع ہو جائیں تو کھانے کو مقدم کرو۔

عراقی نے شرح ترمذی میں کہا کہ اس لفظ سے حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ حالانکہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ جب شب کا کھانا (دستر خوان) پر رکھ دیا جائے اور نماز بھی تیار ہو تو کھانے کو مقدم کرو۔ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"عن هشام قال حدثني أبي قال : سمعت عائشة عن النبي صلى الله عليه و سلم أنه قال: إذا وضع العشاء وأقيمت الصلاة فابدؤوا بالعشاء"[۳۲]

ایک اور روایت الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ صحیح بخاری سے ہی ملاحظہ ہو:

"عن أنس بن مالك : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : إذا قدم العشاء فابدؤوا به قبل أن تصلوا صلاة المغرب ولا تعجلوا عن عشائكم "[۳۳]

ان روایات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ روایت جسے حافظ عراقیؒ نے بے اصل قرار دیا وہ بے اصل نہیں ہے بلکہ روایت بالمعنیٰ کے قبیل سے ہے، الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ اپنے مکمل مضمون کے ساتھ ثابت ہے۔

خلاصہ بحث:

زیر بحث موضوع میں صوفیاء کی تین تصنیفات کا اجمالی مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی کہ کتب صوفیاء میں وارد احادیث اگرچہ سنداً اس اعتبار کی نہیں ہوتی جس اعتبار کی متون، مسانید اور معاجم وغیرہ میں پائی جاتی ہیں بلکہ بدوں سند ہوتی ہیں اور متن کے الفاظ میں فرق نظر آتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ بے اصل ہوتی ہیں یا موضوع ہوتی ہیں کیونکہ صوفیاء حضرات کا مطمح نظر ان احادیث سے

وہ مقاصد ہوتے ہیں جو ان احادیث کے ضمن میں مذکور ہوتے ہیں اور جو ان کے اسرار ہوتے ہیں، لہذا ان احادیث کا غیر واقعی ہونا مقصد کے لیے مضر نہیں ہوتا۔ بہت کم ایسی احادیث پائی جاتی ہیں جو معناو مفہوما ثابت نہیں ہوتی اور ایسی روایات ہی تنقید کا نشانہ بنتی ہیں جو کہ تناسب میں بہت کم ہیں بنسبت ان احادیث کے جو معناو مفہوما ثابت ہوتی ہیں جیسا کہ اس بحث میں روایت نقل کر کے ان کے معنی کو دیگر مستند متون و مسانید سے ثابت کیا گیااور وضاحت کی گئی کہ محدثین کی طرف سے بے اصل ہونے یا موضوع کے حکم کے باوجود وہ روایت صحیح ہیں بلکہ قابل قبول بھی ہیں۔ کہیں الفاظ کا کچھ فرق ہے جیسے مترادف الفاظ ہوں کہیں الفاظ تو مختلف ہیں لیکن معنی وہی ہے جو کتب صوفیاء کی احادیث کا تھا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] مصدلی، محمد عقیل بن علی، ڈاکٹر، الامام غزالی وعلم الحدیث، (القاہرہ۔ دار الحدیث، طبع:۱۹۹۸ء)، ص:۱۱۶

[2] ابن کثیر، أبو الفداء، إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي، البدایہ والنھایہ، (بیروت: دار الفکر)، ۱۱/ ۳۱۹

[3] ابن قدامۃ، المقدِسي الشَّیخ أحمَد بن عبد الرَّحمن، م۶۸۹ھ، مختصر منھاج القاصدین، (دمشق: مکتبۃ دار البیان)، ص:۱۱

[4] الذہبی، شمس الدین، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، (القاہرہ۔ دار الحدیث)، ۱۴/ ۲۷۶

[5] مثلاامام رازی کی تفسیر کبیر، علامہ ابن کثیر کی تفسیر کی کچھ آحادیث پر اور فقہ میں "ھدایہ" میں وارد کچھ آحادیث پر ضعفِ شدید وموضوع کا حکم ہے۔

[6] حدیث مبارکہ کے تناظر میں روایۃ بالمعنیٰ کا مفہوم یہ ہے کہ جن الفاظ میں وہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے وارد ہوئی ان الفاظ کا خاص اہتمام نہ رکھا جائے بلکہ وہ معنی ومضمون جو اس حدیث میں بیان ہوا اسے اپنے الفاظ میں ادا کیا جائے۔ "روایۃ بالمعنیٰ" چند شرائط کے ساتھ جائز ہے، مثلا: عام آدمی وغیر عالم میں فرق ہو گا یعنی ایسا شخص جو الفاظ کے معانی اور اس کے مقاصد کو سمجھ سکتا ہو، الفاظ کے جملہ معانی پر خبر رکھنے والا ہو اور الفاظ میں تفاوت کی وجہ سے پیدا ہونے والے فرق پر بصیرت رکھنے والا ہو۔ (ملاحظہ ہو: الخطیب، البغدادی، أحمد بن علي، م۴۶۳ھ۔ الکفایۃ في علم الروایۃ:، تحت باب ذکر الحکایۃ عمن قال یجب أداء حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی لفظہ، ویجوز روایۃ غیرہ علی المعنی، (المدینۃ المنورۃ: المکتبۃ العلمیۃ)، ص:۲۰۷)

[7] أبو طالب المکي، الحارثي، محمد بن علي بن عطیۃ (م۳۸۶ھ۔) قوت القلوب، الفصل الحادي والثلاثون، کتاب العلم وتفضیلہ، باب ذکر الفرق بین علماء الدنیا وعلماء الآخرۃ وذم علماء السوء الآکلین بعلومھم الدنیا، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ) ۱/ ۲۴۹

[8] عراقی، زین الدین، عبد الرحیم بن حسین (م:۸۰۶ھ) المغنی عن حمل الاسفار، ریاض۔ مکتبہ دار الطبریہ، کتاب العلم، الباب السادس في آفات العلم وبیان علامات علما الآخرۃ والعلماء السوء، ۱/ ۶۲

[9] صحیح البخاري: کتاب التفسیر، سورۃ الکھف، حدیث نمبر:۴۴۵۲، ۴/ ۱۷۵۹

[10] ابو طالب المکی، قوت القلوب: الفصل الحادي والثلاثون، کتاب العلم وتفضیلہ، باب ذکر الفرق بین علماء الدنیا وعلماء الآخرۃ وذم علماء السوء الآکلین بعلومھم الدنیا، ۱/ ۲۴۳

[11] علي بن حسام الدین المتقي الھندي، م۹۷۵ھ۔ کنز العمال، کتاب الصحبۃ من قسم الأقوال، الباب الثالث في الترھیب عن صحبۃ السوء، رقم الحدیث:۲۴۸۴۷، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ)، ۹/ ۴۷

[12] ابو طالب، قوت القلوب: الفصل الحادي والثلاثون، کتاب العلم وتفضیلہ، باب ذکر الفرق بین علماء الدنیا وعلماء الآخرۃ وذم علماء السوء الآکلین بعلومھم الدنیا، ۱/ ۲۴۲

[13] دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب: رقم الحدیث:۴۲۱۰، ۳/ ۷۵

[14] السیوطي، جلال الدین (م:۹۱۱ھ) الجامع الکبیر، ص:۱۴۲۵۹

[15] ابن جوزی، الموضوعات الکبری، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، ۲/ ۱۷۲

[16] الطبرانی، المعجم الکبیر، باب المیم، معاذ بن جبل، رقم الحدیث:۱۶۲، (الموصل: مکتبۃ العلوم والحکم) ۲۰/ ۸۵

[17] البیھقي، أبو بکر أحمد بن الحسین، شعب الإیمان، باب علاج القرحۃ، رقم الحدیث: ۳۳۸۲، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ) ۳/ ۲۲۲

[۱۸] الغزالی، إحیاء علوم الدین: کتاب المحبۃ ویتضح أن محبۃ غیر اللہ تعالی قصور و جھل، بیان حجج القائلین بتحریم السماع والجواب عنھا، ۲/ ۲۸۵۔

[۱۹] ابن الحاج، أبو عبد اللہ محمد بن محمد (م۷۳۷ھ) المدخل، فصل في السماع وکیفیتہ، توقیر السلف للمساجد، (بیروت: دار التراث) ،۳/ ۱۰۲۔

[۲۰] الزبیدی، محمد بن محمد المرتضی (م 1205 ھ) اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین، ۲/ ۱۷

[۲۱] الغزالی، إحیاء علوم الدین: کتاب ریاضۃ النفس وتھذیب الأخلاق ومعالجۃ أمراض القلب، بیان شروط الإرادۃ ومقدمات المجاھدۃ وتدریج المرید في سلوک سبیل الریاضۃ ،۳/ ۷۸

[۲۲] السخاوی، شمس الدین، أبو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي (م:۹۰۲ھ) المقاصد الحسنۃ، الباب الاول، حرف العین المھملۃ، (بیروت: دار الکتاب العربي) ص: ۴۶۵

[۲۳] مصدرِ سابق

[۲۴] واضح طور پر اس لیے کہا کہ امام رزین کی عبارت میں ابن اثیر کا قول امام سخاوی نے جو نقل کیا اس میں شک ہے کہ وہاں "علیکم بدین العجائز" بطور حدیثِ نبوی ذکر کیا یا بطور قول نقل کیا۔

[۲۵] الصغانی، رضی الدین، حسن بن محمد، الموضوعات للصغاني، (بیروت: دار المأمون للتراث)، ۱ / ۵۲

[۲۶] تھانوی، اشرف علی، مولانا، التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف، (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، طبع: ۱۴۴۰ھ)، ص: ۱۵۴

[۲۷] مرجع سابق، ص: ۱۵۵

[۲۸] ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی (م: ۵۹۷ھ) الموضوعات لابن الجوزي، (بیروت۔ دار الکتب العلمیہ)، ۱ / ۲۳۷

[۲۹] مصدرِ سابق

[۳۰] تھانوی، اشرف علی، مولانا، التشرف، ص: ۱۶۱

[۳۱] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث (م: ۲۷۵ھ) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب فِي تَنْزِيلِ النَّاسِ مَنَازِلَهُمْ، حدیث نمبر: ۴۸۴۴، (بیروت: دار الکتب العربی)، (۴ / ۴۱۱)

[۳۲] البخاری، محمد بن اسماعیل (م: ۲۵۶ھ) صحیح البخاري، کتاب الجماعۃ والامامۃ، باب إذا حضر الطعام وأقیمت الصلاۃ، حدیث نمبر: ۶۴۰، (بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷ء) ۱ / ۲۳۸

[۳۳] مصدرِ سابق: حدیث نمبر: ۶۴۱